سوال

کسی علاقے میں ایک ستر سالہ شخص ایک مقیم عورت سے شادی شدہ ہے جو کسی اور شخص کی کفالت میں ہے اور اپنے پہلے خاوند سے طلاق شدہ ہے جو دوسرے شہر میں رہائش پذیر ہے اور پہلے خاوند سے اس کے دو بیٹے بھی ہیں، آدمی کے بیٹوں نے اس شخص کو نصیحت کی ہے وہ اس عورت سے دور رہے یا پھر وہ اس کی پہلی طلاق کا یقین کر لے اور یہ عقد نکاح کہاں تک صحیح ہے اس کا علم نہیں لیکن وہ ستر سالہ شخص اس کا بڑی سختی سے انکار کرتا ہے اور کسی دوسرے میں اپنے معاملہ میں بالکل دخل اندازی نہیں کرنے دیتا، کیا اس کی اولاد اس معاملہ میں گنہگار ہوگی اور اپنے والد کے معاملہ میں ان پر کیا واجب ہوتا ہے ؟ یہ علم میں رہے کہ وہ عورت ہر گرمی کی چھٹیوں اور عید کے موقع پر بچوں کا بہانہ کرکے اس شہر جاتی ہے، اور ہفتہ وار چھٹی پر خاوند کے بغیر ہی اسی شہر میں اپنے جاننے والوں کے پاس جاتی ہے ؟

جواب

الحمد للہ

اول :

اگر کوئی عورت دعوی کرے کہ وہ شادی شدہ تھی اور اسے طلاق ہو چکی ہے اور اس کی عدت بھی ختم ہو چکی ہے تو کیا اس کا یہ دعوی قابل ہوگا یا کہ طلاق کے ثبوت کے لیے کوئی دلیل ہونی ضروری ہے ؟

اس مسئلہ میں فقہاء کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے :

کچھ فقہاء کہتے ہیں کہ اس کی بات مانی جائیگی، اور اس میں اس کی تصدیق کی جائیگی کیونکہ وہ اپنے نفس کے متعلق مامون ہے

اور کچھ فقہاء کہتے ہیں : اگر اس کی سچائی کا ظن غالب ہو تو پھر اس کی تصدیق کرنی جائز ہے

اور کچھ فقہاء علاقے میں اجنبی عورت اور اس علاقے سے تعلق رکھنے والی میں فرق کرتے ہیں، لہذا کسی دوسرے علاقے سے تعلق رکھنے والی اجنبی عورت کا قول قبول کیا جائیگا، لیکن اسی علاقے سے تعلق رکھنے والی عورت سے شادی اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک اس کی طلاق کی دلیل نہ مل جائے

اور کچھ فقہاء نے فرق کیا ہے کہ اگر وہ عورت کسی معین خاوند سے طلاق کا بتائے مثلا وہ یہ کہے : میں نے فلان شخص سے شادی کی اور پھر اس نے مجھے طلاق دے دی، اور کسی ایسی عورت میں جو کسی غیر معین خاوند سے طلاق کے متعلق بتائے

لہذا پہلی صورت میں اسے کوئی نہ کوئی دلیل ضرور پیش کرنا ہوگی کہ اسے اس سے طلاق ہو چکی ہے

ذیل میں فقہاء کی کلام پیش کی جاتی ہے :

المبسوط میں درج ہے :

"اور اگر عورت کہے : میرے خاوند نے مجھے طلاق دے دی ہے، وہ کہے خاوند فوت ہو چکا ہے اور میری عدت ختم ہو چکی ہے تو اس کو نکاح کا پیغام دینے والے کے لیے حلال ہوگی اور

وہ اس سے شادی کر سکتا ہے اور وہ اس کی تصدیق کریگا؛ کیونکہ حلت اور حرمت شریعت کا حق ہے، اور ہر مسلمان شخص امین ہے، شرعی حق میں اس کا قول مقبول ہوگا، بلکہ کسی دوسرے کے بارہ میں اس کا قول اس وقت قبول نہیں ہوگا جب حق والا اس کی بات کو جھٹلائے، اور یہاں کسی کو بھی اس کا حق نہیں جس کی خبر وہ عورت دے رہی ہے، اس لیے اس سلسلہ میں کی خبر اور بات قبول کرنی جائز ہے واللہ تعالی اعلم بالصواب" انتہی

دیکھیں: المبسوط (151/5).

اور البحر الرائق میں درج ہے:

"اور مطلقہ کے قول کو قبول کرنے (کا اشارہ کیا ہے) کہ ایک مرد کی منکوحہ عورت نے دوسرے کو کہا: مجھے میرے خاوند نے طلاق دے دی اور میری عدت بھی گزر چکی ہے تو اگر اس کے ظن غالب میں اس کی تصدیق واقع ہو تو اس کی تصدیق جائز ہے" انتہی

دیکھیں: البحر الرائق (64/4).

علیش مالکی رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا:

ایسی عورت کے بارہ میں آپ کیا کہتے ہیں جو فیوم سے قیلوبیہ آئی اور کہنے لگی میں فیوم میں شادی شدہ تھی اور دو ماہ قبل مجھے میرے خاوند نے طلاق دے دی، اور اس کے پاس اس طلاق کے ثبوت کے اسٹام موجود ہے جس پر اس علاقے کے نائب قاضی کی مہر بھی ثبت ہے، اور وہ اسٹام کی تاریخ سے عدت ختم ہونے کے بعد شادی کرنا چاہتی ہے تو کیا ایسا ممکن ہے برائے مہربانی جواب عنائت فرمائیں:

ان کا جواب تھا:

"الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

جی ہاں ایسا کرنا ممکن ہے، کیونکہ وہ طلاق کے دعوی میں سچی ہے، اور مذکورہ صورت میں اس کی عدت ختم ہو چکی ہے خاص کر اس کا دعوی قاضی کے وثیقہ کے ساتھ راجح ہو چکا ہے اور نصوص سے یہی واضح ہوتا ہے

لیکن اس معاملہ اور زیادہ ثبوت حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ بہت زیادہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ بہت ساری عورتیں شادی کر لیتی ہیں اور ان کے خاوند بھی ہوتے ہیں، اللہ تعالی سے سلامیت وعافیت کی دعا ہے" انتہی

دیکھیں: فتح العلی المالک فی الفتوی علی مذہب الامام مالک (78/2).

اور الزرکشی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اور اگر عورت کہے کہ: مجھے میرے خاوند نے طلاق دے دی ہے اور میری عدت بھی ختم ہو چکی ہے، اور وہ حاکم سے شادی کا مطالبہ کرتی ہے، تو دیسلی کی ادب قضاء میں درج ہے کہ: اگر تو وہ عورت اجنبی ہو اور خاوند غائب ہو، تو اس کا قول بغیر دلیل اور قسم کے قبول ہوگا، اور اگر خاوند اس شہر اور علاقے میں ہے اور وہ عورت اجنبی نہیں بلکہ اسی علاقے کی ہے تو جب تک اس کی طلاق کا ثبوت نہیں مل جاتا حاکم اور قاضی اس کی شادی نہ کرے

اور رافعی نے احتمال کے وقت عورت کے قول کو قبول کرنے کی تحلیل میں مطلقا لکھا ہے اور فتاوی البغوی سے نسب کا دعوی نقل کیا ہے کہ: جب کوئی مرد اور عورت قاضی کے

پاس آئے اور عورت اس مرد سے شادی کرنے کا دعوی کرے، اور یہ کہے کہ وہ فلان شخص کی بیوی تھی اور اس نے طلاق دے دی یا وہ مر گیا ہے :

توجب تک اس کی طلاق یا موت کی دلیل نہ مل جائے تو وہ اس کی شادی اس شخص سے مت کرے، کیونکہ اس نے فلان شخص سے نکاح کا اقرار کیا ہے " انتہی

دیکھیں : المنثور فی القواعد (171/1).

اور الرملی شافعی سے دریافت کیا گیا :

ایک عورت کہتی ہے کہ فلاں شخص اس کا خاوند ہے اور اس نے اسے طلاق دے دی ہے یا وہ مر گیا ہے اور اس کی عدت ختم ہو چکی ہے، تو کیا حاکم کے لیے بغیر کسی دلیل کے اس کی شادی کرنا جائز ہے ؟

ان کا جواب تھا :

" اس عورت نے جو کچھ کہا ہے جب تک اس کی دلیل نہ مل جائے حاکم کے لیے اس کی شادی کرنا جائز نہیں، کیونکہ اس نے نکاح کا اقرار کیا ہے اور اصل میں وہ نکاح باقی ہے، لیکن اس کے برخلاف اگر وہ کسی غیر معین شخص سے نکاح کا اقرار کرے تو پھر نہیں

دیبلی نے ادب القضاء میں (اور اوپر جوزرکشی سے منقول ہے) ذکر کیا ہے اس پر محمول کیا جائیگا، اور جو قاضی نے اپنے فتاوی میں ذکر کیا ہے وہ بھی اس پر محمول ہوگا کہ اگر عورت ولی کے سامنے خاوند فوت ہونے یا طلاق کا دعوی کرے اور وہ انکار کرے، تو پھر عورت کو حلف دینا ہوگا، اور حاکم اس کی شادی کا حکم دیگا، یا پھر حاکم خود اس کی شادی کر دیگا "

دیکھیں : الرملی (161/3).

ان کا یہ بھی کہنا ہے :

" حاصل یہ ہوا کہ معتمد یہی ہے کہ اگر عورت کسی معین شخص سے طلاق کا دعوی کرے تو حاکم اس طلاق کا ثبوت ملے بغیر اس کی شادی نہیں کریگا، یا پھر غیر معین شخص سے طلاق کا دعوی ہو تو اس کا قول قبول ہوگا، اس کے علاوہ بھی قول ہے " انتہی

دیکھیں : الرملی (153/3).

ظاہر یہی ہوتا ہے کہ اس مسئلہ میں تحقیق کی جائے اور خاص کر جب یہ دور فتنہ و فساد والا ہے، اور اکثر ایسے واقعات ہو رہے ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ عورت پہلے سے شادی شدہ تھی اور اس نے آگے دوسرا نکاح کر لیا، اور قاضی کا فیصلہ اس مسئلہ میں آخری چیز ہے، اگر وہ اس کی بات قبول کرتا ہے تو وہ اس کی شادی آگے کر دے، اور اگر چاہے تو وہ اس سے دلیل اور ثبوت طلب کرے، یا پھر اگر اس کی سچائی کا گمان نہ ہو تو بھی وہ اس سے ثبوت طلب کر سکتا ہے، کیونکہ جب تک اس کی طلاق کا ثبوت نہ ملے اس کی شادی نہ کرے

اس وقت جو عمل ہو رہا ہے وہ یہ کہ قاضی یا نکاح رجسٹرار اس عورت کا نکاح نہیں کرتا جس کی پہلے شادی ہو چکی ہو اور طلاق کا دعوی کرے جب تک وہ طلاق کا اسٹام نہ دکھائے، ہمیں معلوم نہیں کہ مذکورہ شخص کا نکاح کس طرح ہو گیا ہے

دوم :

اگر عورت کی طلاق میں شک ہو یا پھر ابھی تک وہ پہلے نکاح میں ہی ہو تو اولاد اس کے متعلق دریافت کرے اور اس عورت اور اس کے پہلے خاوند کے معاملہ میں تحقیق کی کوشش کریں، اگر تو یہ واضح ہو جائے کہ وہ عورت پہلے خاوند سے طلاق شدہ نہیں، تو وہ اپنے باپ کو اس کے متعلق بتائیں، اور ان دونوں کے درمیان تفریق اور جدائی کروائیں حتی کہ اس کی

عدت ختم ہوجائے، اوراس معاملہ کوقاضی تک لے جایا جائے تاکہ وہ اس میں فیصلہ کرے، اوراگرانہیں علم ہوجائے توپھر وہ اس مسئلہ میں خاموش تماشائی نہ بنیں؛ کیونکہ کسی شادی شدہ عورت سے بغیر طلاق اورعدت ختم ہونے سے قبل نکاح کرنا باطل ہے، اورایسا کرنے والا اگر حقیقت حال کوجانتا ہو تو وہ زنا کا مرتکب ہے

لیکن یہاں ہم دوچیز کی تنبیہ کرتے ہیں :

اولادلپنے باپ کی قدرومنزلت اورمرتبہ کاخیال کریں، اس مسئلہ میں بات چیت کرکے اسے اذیت سے دوچارمت کریں، اوراگرفرض کریں انہیں ایسا علم ہوجائے جوناپسند ہو تو وہ کوئی ایسا وسیلہ تلاش کریں جس سےاپنے باپ کو نصیحت کریں، اوراگراس میں کسی دوسرے کوواسطہ بنائیں توزیادہ بہتر ہوگا، تاکہ اس کے احساسات کاخیال رکھا جائے اوران کے درمیان جوباپ اوراولاد کی محبت ہے وہ قائم اور محفوظ رہے

دوسری چیز :

اس سلسلہ میں انہیں ابھارنی والی چیز باپ کی بیوی میں شک وشبہ اور تہمت وکراہیت وناپسندیدگی نہ ہو، کیونکہ وہ ایک اجنبی عورت ہے یا پھر اس وجہ سے کہ والد نے بڑی عمر میں اس سے شادی کی ہے، یا پھر دوسرے خاص امورجواللہ سبحانہ وتعالی پر مخفی نہیں

اس لیے انہیں تقوی وپرہیزگاری اختیار کرتے ہوئے صحیح اورسیدھی بات کرنی چاہیے، اوروہ کسی بری پر تہمت لگانے سے اجتناب کریں، اورحسن ظن سے کام لیں، اوراپنی زبانوں کو ایسی کلام سے محفوظ رکھیں جس سے انہیں تکلیف ہواوران کے والد کوتکلیف ہو، جب تک کہ کوئی ایسا معاملہ ظاہر نہ ہوجائے جس پر خاموش رہنا ممکن نہ ہو

اورپھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"جس کسی کی سفارش کی وجہ سے اللہ کی حدود میں سے کوئی حد قائم ہونا رہ گئی تواس نے اللہ کے حکم کی مخالفت کی، اورجومرگیا اوراس کے ذمہ قرض ہو تو یہ دینار اوردرھم کے ساتھ نہیں، بلکہ نیکیوں اوربرائیوں کے ساتھ ہے، اورجو کوئی کسی باطل میں جھگڑا کرے اوراسے علم ہوکہ یہ باطل ہے تو وہ اس وقت تک اللہ کی ناراضگی میں ہے جب تک وہ اس کوترک نہیں کردیتا، اورجس نے کسی مومن کے بارہ میں ایسی بات کی جواس میں نہیں تواللہ تعالی اسے جہنمیوں کے خون اور پیپ میں رکھے گا حتی کہ وہ اس سے نکل جائے جواس نے کہا تھا "

اسے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے ابوداود نے روایت کیا ہے سنن ابوداود حدیث نمبر (5129) اورعلامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابوداود میں اسے صحیح قراردیا ہے

الردغۃ : جہنمیوں کا خون اور پیپ وغیرہ ہے

اللہ تعالی ہمیں اورآپ کولپنے محبوب اوررضامندی والے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے

واللہ اعلم.